ڈاکٹر محمد امتیاز

شعبۂ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

سیّد سجاد حیدر یلدرؔم بطور شاعر

Sayed sajjad HaidarYaldram (1880- 1943) was an Urdu short story writer, travel writer, translator, linguist, essayist and humorist. He is regarded as one among the pioneers of short story writers. He occupies an eminent position among the romantic prose writers. He also tested the mettle of his pen in the art of poetry writing, which has remained unknown to most of the critics and researchers. This reading aims at discussing the characteristics of his poetry and evaluating his position among his contemporary poets.

یہ بات شاید بہت کم لوگ جانتے ہوں کہ سیّد سجاد حیدر یلدرم (۱۸۸۰ء۔۔۔۱۲/اپریل ۱۹۴۳ء) شاعر بھی تھے۔ ان کی ادبی زندگی اور شخصیت کا یہ پہلو ناقدین اور محققین [۱] سے پوشیدہ رہا اور کسی نے اس حوالے سے کوئی ذکر نہیں کیا۔ ورنہ اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ اُنھوں نے اپنا تخلص ’’ یلدرم‘‘ استعمال کیا ہے۔ یلدرم ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی برق، بجلی کے ہیں۔ لفظ یلدرم کے حوالے سے سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں: ’’ یلدرم، مشہور ترکی سلطان بایزید کا لقب تھا۔ چونکہ وہ اپنے دشمنوں کی بے خبری میں ان کے سروں پر اس تیزی سے آکر گرتا تھا کہ لوگ اس کو یلدرم کہتے تھے۔‘‘ [۲] سیّد سجاد حیدر کو ترکی سے دلّی لگاؤ تھا اور ترکی میں ایک عرصے تک رہے اس لیے یہ تخلص رکھا۔

سیّد سجاد حیدر یلدرؔم کی شاعرانہ زندگی پر تین افراد نے کچھ لکھا ہے۔ ایک مضمون، مشتاق احمد زاہدی نے بعنوان، ’’ یلدرم بحیثیت شاعر‘‘، دوسرا، سیّد مبارز الدین رفعت، ’’ شعرِ یلدرم‘‘، اور تیسرا مضمون، احفاد حسین، ’’ یلدرم کی شاعری ‘‘۔ یہ تینوں مضمون ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر، امرتسر میں شامل ہیں۔

مشتاق احمد زاہدی، سیّد سجاد حیدر یلدرؔم کے ہم جماعت اور دوست تھے۔ سب سے پہلے اُنھوں نے یلدرم کی شاعری کے متعلق دنیائے ادب کو آگاہ کیا۔ ان کا مضمون ’’ یلدرم بحیثیت شاعر‘‘ پہلے پہل ۱۹۴۳ء میں رسالہ ادیب جلد نمبر ۵ بابت ماہِ ستمبر ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد یہی مضمون ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر [۳] میں مدیر؛ امریک آنند نے دوبارہ شائع کیا۔ سیّد مبارز الدین رفعت، جنھوں نے یہی یلدرم نمبر ترتیب دیا ہے۔ [۴] انھوں نے یلدرم پر ’’ شعرِ یلدرم‘‘ کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے وہ مشتاق احمد زاہدی کے مضمون کی بازگشت ہے اور اُنھوں نے یلدرم کے شعری زندگی پر کوئی نیا اضافہ نہیں کیا ہے اور نہ کوئی نیا کلام بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ جہاں تک احفاد حسین کے مضمون ؛’’ یلدرم کی شاعری‘‘ کی بات ہے تو بحیثیت مجموعی یہ مضمون اچھا ہے۔ جس میں نہ صرف یلدرؔم کے کلام سے نمونے پیش کیے گئے بلکہ یلدرم کی شاعری کے خصائص بھی بیان کیے ہیں۔ اسی یلدرم نمبر میں رشید احمد صدیقی کا بھی ایک مضمون

ہے، ’’یلدرم کی یاد میں‘‘۔ اس مضمون میں یلدرم کی شخصیت اور نثری خوبیوں کے ذکر کے ساتھ ایک دو مقامات پر مختصر طور پر ان کی شاعری کا ذکر بھی ہوا ہے۔

جیسا کے آغاز میں ذکر ہوا کہ یلدرم کی شاعرانہ صفت پر ناقدین اور محققین کی نظر نہیں رہی اور ہم عصر لوگوں میں سے صرف مشتاق احمد زاہدی، مبارزالدین رفعت، احفاد حسین اور رشید احمد صدیقی نے ہی لکھا۔ لیکن ان کا لکھا بھی اتنا نہیں کہ یلدرم کی شاعرانہ مقام و مرتبے کا تعین ہو سکے۔ لہٰذا اس مضمون میں ان کی ادبی زندگی کے اس رخ پر قدرے تفصیلی بحث کے علاوہ ان کا بطور شاعر مقام و مرتبہ کے تعین کی سعی کی جائے گی۔

سیّد سجاد حیدر یلدرم کا باقاعدہ کوئی شعری مجموعہ تو نہیں ہے تا ہم ان کے دور میں چھپنے والے مختلف ادبی رسائل میں ان کا کلام بکھرا پڑا ہے۔ نیرنگ خیال، جہانگیر، ادیب، سہیل، وغیرہ میں ان کا کلام چھپتا رہا۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ سیّد سجاد حیدر یلدرم کو اُردو کے شعرا میں کھڑا کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کے کلام میں یہ بات ہے کہ ’’کم کہا ہے مگر انتخاب ہے‘‘۔ ہم نے پگڈنڈی یلدرم نمبر کے علاوہ دیگر رسائل سے ان کا جو کلام جمع کیا اُس میں زیادہ تر پگڈنڈی نمبر میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ ابھی تک ہمیں ان کی دو غزلیں اُردو میں، دو فارسی میں، تین فردیات اور چالیس (۴۰) نظمیں ملی ہیں۔ درحقیقت ان کی شاعری کا یہی گراں بہا سرمایہ ہے۔ اس سرمایے کو پیشِ نظر رکھ کر ان کے کلام کے فکری و فنی محاسن پر بحث ہوگی۔

آج سجاد حیدر یلدرؔم کے افسانوں، مضامین اور انشائے لطیف کا ہی ذکر بار بار آتا رہتا ہے اور ان کی شاعری جو ان کے ذوق کی صحیح ترجمان ہے سے عموماً لوگ نا آشنا ہیں۔ بقول رشید حسن خان: ’’تنقید کا یہ انداز بہت کار آمد ہے کہ شاعر کے منتخب اور نمائندہ حصّۂ کلام پر تفصیلی نظر ڈالی جائے اور محاسنِ کلام کو واضح کر کے مرتبہ کا تعین کیا جائے۔‘‘۵؎ لیکن ہمارے پاس تو یلدرؔم کا سرمایہ ہی قلیل ہے لہٰذا پورا سرمایہ پیشِ نظر رہے گا۔

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ ہماری دریافت کے مطابق کے ان کی غزلوں کی تعداد ۲ ہیں جن میں سولہ (۱۶) اشعار ہیں۔ ان سولہ شعروں میں مشکل سے ایک آدھ شعر ایسا ہے جس کو گوارا کیا جا سکتا ہے ورنہ سب اشعار میں روایت اور رسمیت ہے۔ ملاحظہ کیجیے یہ چند اشعار: ؎

بنے ہیں ہونٹ مرے نالہ و فغاں کے لیے
ہے سینہ وقف مرا سوزشِ نہاں کے لیے

کوئی زمانہ کا شاکی، کوئی فلک کا ہے
ہمارے سارے گلے، اپنے مہرباں کے لیے

ہلاک کر کے رہے گا مجھے تغافل دوست
ہے اک نگاہ کا اغماض نیم جاں کے لیے

بُھلا دے یادِ وطن جب میں جانوں اے غربت

وطن کا عشق ہے اک روگ میری جاں کے لیے ۶

بے حس ہے گرچہ داغ بظاہر قمر میں ہے　　غم کی کسک ہمارے ہی داغِ جگر میں ہے

طفلی میں تیرہ بخت تو پیری میں تیرہ بخت　　کیا فرق ہم نشیں مرے شام و سحر میں ہے

سجّاؔد بے قرار لیے قلب بے قرار　　ہر وقت رہ نورد ہمیشہ سفر میں ہے ۷

گو کہ غزلوں کے ان اشعار میں اثر و کیف تو کم ہے لیکن یہ سجاد حیدر یلدرم کی دل کی آواز ہے۔ غزلیہ اشعار میں گرمی پیدا کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ رہے سجاد حیدر یلدرؔم کے ۳ فردیات لہٰذا وہ بھی ملاحظہ کیجیے:۔

تمھیں خبر بھی ہے کچھ کیسا بدنصیب ہوں میں　　سفر میں تم ہو مگر اصل میں غریب ہوں میں

واہ کس کے واسطے تو ہو گیا عشرت کدہ　　انڈمن کیوں ہند کے واسطے منحوس زنداں ہو گیا

سیّدیں و سرؔور و قدوائی کا ذکر و خیال　　داد بھی یہ ہو گیا اور یہ ہی درماں ہو گیا ۸

ان فردیات میں بھی کوئی بات ایسی نہیں جو دل و دماغ کو اپیل کرے ۔ محض رسمیت ہے۔ طرزِ ادا اور اندازِ بیان بھی بے رنگ اور سپاٹ ہے جس سے تاثیر دور کی آواز ہو کر رہ گئی ہے۔

☆

سیّد سجاد حیدر یلدرؔم کے کلام کا اصل حصّہ وہی ہے جو منظومات پر مشتمل ہے۔ منظومات معیاری ہیں اور لطافت و پاکیزگی کی صفات سے بھی لبریز ہیں۔ یہی حصّہ ان کے کمال کی کارگاہ ہے ۔ اور اسی سبب سے سجاد حیدر یلدرؔم کا نام صفِ اوّل کے نظم گو کی صف میں محفوظ رہے گا۔ یلدرم کی نظمیں پڑھ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں شاعری میں ملکہ حاصل تھا۔

یلدرؔم باقاعدہ شاعری تو نہیں کیا کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی کسی واقعہ سے متاثر ہو کر ایک چھوٹی سی نظم میں چند اشعار موزوں کر لیتے تھے۔ یہی بات عبدالماجد دریابادی نے بھی کہی ہے کہ: ''عموماً شعر نہ کہتے ، بس ایسے ہی تاثیر کے موقعہ پر کہہ لیتے۔'' ۹ اور ان کے شاعری کے حوالے سے مشتاق احمد زاہدی کہتے ہیں:

> ''سیّد سجاد حیدر صاحب اس معنی میں شاعر نہیں تھے کہ وہ بڑے بڑے مشاعروں میں دادِ سخن حاصل کرتے ، اور صاحبِ دیوان ہوتے۔ لیکن اس معنی میں شاعر ضرور تھے کہ شعر کہتے اور اچھا شعر کہتے تھے۔ ان کا تو سنِ طبع جس طرح نثر میں شوخ وطرار تھا۔ اسی طرح نظم میں بھی ہوا سے باتیں کرتا تھا۔'' ۱۰

مثلاً ان کی پہلی نظم ''مرزا پھویا'' ہے ۔ یہ نظم انھوں نے طالب علمی کے زمانہ میں لکھی تھی۔ اُن کے مضامین کے مجموعے خیالستان میں شائع ہو چکی ہے۔ اس نظم کا شانِ نزول جو دلچسپی سے خالی نہیں سجاد حیدر یلدرؔم کے ہم جماعت مشتاق احمد زاہدی نے یوں بیان کی ہے:

''اس نظم میں لکھنؤ کے ایک نوجوان علی گڑھ کالج میں نئے نئے داخل ہوکر اپنے گھر خط لکھتے ہوئے کالج کی زندگی کی مصائب کا رونا روتے دکھائے گئے ہیں۔ ان نوجوان صاحب کی نظمی تصویر جو سیّد سجاد حیدر صاحب نے کھینچی ہے وہ ''مرزا پھویا'' کے نام ہی سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ ''مرزا پھویا'' کالج میں '' ''خالہ اماں'' کہلاتے تھے۔ کیوں کہ جس دن پہلی دفعہ یہ اکّے سے اُتر کر بورڈنگ میں داخل ہوئے ہیں تو حضرت ڈھیلا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ اس ہیئت کذائی کو دیکھتے ہی یار لوگوں نے اُن پر خالہ اماں کی پھبتی کہہ دی جو ہمیشہ کے لیے چپک کر رہ گئی۔ مگر سیّد صاحب نے اپنی نظم میں اُن کو ''مرزا پھویا'' کا خطاب دے کر اُن کے حلیے کو بدل دیا۔''[۱۱]

اس نظم کا پورا عنوان: ''مرزا پھویا علی گڑھ کالج میں''، ہے۔ اس نظم سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے ۔

ہو وطن سے کبھی جُدا نہ کوئی | گھر سے بے گھر ہو اے خدا نہ کوئی
درد غربت سہا نہیں جاتا | رنج فرقت کہا نہیں جاتا
یاد احباب کی جو آتی ہے | دل سے اک درد سا اُٹھاتی ہے
ایک صاحب اودھ میں رہتے تھے | مرزا پھویا، سب ان کو کہتے تھے
کیا کہوں تھا کہیں چمن ان کا | لکھنؤ تھا کبھی وطن ان کا
اپنے ماں باپ کے دُلارے تھے | اور عزیزوں کے وہ پیارے تھے
باتیں کرنے میں بھی لجاتے تھے | غیر شخصوں سے سہم جاتے تھے [۱۲]

اسی طرح سجاد حیدر یلدرم کی زوجہ نذر سجاد حیدر کی بہن ثروت آراء کی جوانی میں وفات پر چھے اشعار پر مبنی نظم ؛ ''ثروت آراء (مرحومہ) (ہمشیرۂ نذر سجّاد صاحبہ کی یاد میں)''، کے عنوان سے کہی ۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے اور یلدرم کی شاعرانہ کمال کی داد دیجیے:

دل سے جاتا ہی نہیں آہ خیالِ ثروت | کیا جوانی میں ہوا خشک نہالِ ثروت
اس نے راحت کبھی دُنیا میں نہ دیکھی آکر | اشک افشاں رہا ہر شخص یہ حالِ ثروت
حور عین بن کے الٰہی وہ رہے جنّت میں | اور باقی رہے دُنیا میں مثالِ ثروت [۱۳]

غم کے موقع پر سجاد حیدر یلدرم نے جن الفاظ و تراکیب کا استعمال کیا ہے وہ غم کی کیفیت کے لیے ہی مناسب ہیں۔ پر جب خوشی کا لمحہ ہو تو قلم میں روانی کے ساتھ مسرّت کا پہلو بھی شادفرحاں رہتا ہے اور الفاظ کے انتخاب و استعمال میں روانی ہوتی ہے۔ مثلاً امتیاز علی تاج اور حجاب اسمٰعیل کی شادی پر جو ۹ اشعار'' تاج و حجاب'' کے عنوان کے تحت موزوں کیے۔ وہ سجاد حیدر یلدرم کے فن کارانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے، ملاحظہ کیجیے:

اس میں کچھ نکہت ارمانِ فزا آتی ہے	ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے
واہ کیا خوب ہے زہرہ عطار د کا یہ عقد	وجد میں جس سے کہ روح اُدبا آتی ہے
قیس و لیلیٰ کو سکھائیں گے یہ درس اُلفت	ان کو تفسیر رہ و رسم وفا آتی ہے
نہ سُنی ہو تو اسے سُن لو حجاب اسماعیل	تاؔج کے دل سے یہ ہر لحہ صدا آتی ہے

''لے حجا بانہ بیا از در کا شانہ ٔ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو درخانہ ٔ ما''۱۴

اپریل ۱۹۴۱ء میں یلدرم کی بھتیجی عذرا خاتون ۱۵ کی شادی یلدرؔم کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر سید وحیدا لدین حیدر کے بیٹے سعید الدین حیدر سے ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر یلدرم نے ایک نظم فارسی میں '' عذرا و سعید'' کہی ہیں اور ایک نظم اُردو میں'' عذرا حیدر کے نکاح کے موقع پر'' کہی ۔ ۱۶ اسی طرح شادی بیاہ کے موضوعات پر یلدرؔم نے چند اور نظمیں بھی کہیں ہیں لیکن بخوف طوالت اور موضوع کے تکرار سے بچنے کے لیے نمونۂ کلام پیش نہیں کیا جا رہا۔

اپریل ۱۹۳۴ء میں یلدرم حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۷ یلدرم کے حج پر جانے کا قصہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ان کے دوست مشتاق احمد زاہدی یہ قصہ یوں بیان کرتے ہیں:

'' سجاد صاحب کی طبعیت اچھی نہ تھی۔ یعنی مرض ذات الجنب سے خدا خدا کر کے نجات پائی تھی مگر اُن کی حج بیت اللہ کا شوق ایسا دامن گیر ہوا کہ گھر والوں سے لڑ بیٹھے۔ اور کسی کے روکے نہ رُکے۔'' ۱۸

اپنے ذوق وشوق کا اظہار اس رنگ میں کیا۔

کوئی اب شامل اربابِ وفا ہوتا ہے	آج وہ مائلِ انداز جفا ہوتا ہے
کوئی اب داخل زندانِ بلا ہوتا ہے	کوئی اب عیش وتنعم سے جُدا ہوتا ہے
چھوڑ کر کعبہ کو اب جائیں کہاں لات ومنات	اُن پہ کیوں ظلم یہ اے میرے خدا ہوتا ہے ۱۹

حج بیت اللہ کا شوق لیے جہاز رحمانی میں سوار ہوئے ۔ اسی کے عرشہ سے اپنے دلی کیفیات کا اظہار'' عزمِ حجاز'' میں کیا اور مومنؔ کے مشہور مصرع ۔ '' مومن چلا ہے ایک بُت پارسا کے ساتھ'' پر نہایت دل کش انداز میں تضمین کی ہے۔ میاں بشیر احمد مدیر؛ ہمایوں کو ایک خط میں لکھتے ہیں: '' مکرمی ۔ ہندوستان چند ماہ لے لیے چھوڑ رہا ہوں ۔ اور جا کہاں رہا ہوں؟ کعبے کو۔ اس بوالعجبی پر چند اشعار میں اظہارِ خیال ہے: ۔

اب تو جاتے ہیں بت کدے سے میؔر پھر ملیں گے اگر خدا لایا''۲۰

اب نظم ''عزمِ حجاز'' سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

تھا میں اسیرِ حلقۂ زلفِ بتانِ ہند — لیلیٰ سے منہ کو موڑ کے ریحانہ چھوڑ کر
لیکن ہوا ہوں جب سے کہ میں عازم حجاز — احباب کو وہ لطفِ کریمانہ چھوڑ کر
تو سُن رہا ہوں چاروں طرف سے یہی صدا — دیکھو تو گھر ہی بت وبت خانہ چھوڑ کر
''مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ'' ۲۱

کعبے کے سامنے پہنچے تو جذبات کا دریا اُمڈا۔ اپنے مالک سے شکوہ و شکایت اور حرف و حکایت ہونے لگی، دنیائے اسلام کی حالت اور یورپی اقوام کی حرص و آز سے کس مسلمان کا دل رنجور نہیں۔ کعبے کے سامنے کھڑے ہوکر کس درد سے فرماتے ہیں۔۲۲ ان اشعار میں اُس زمانے کے سیاسی حالات کی عکاسی بھی ملتی ہے۔نظم ''کعبہ کے سامنے'' سے یہ چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

آوارہ گرد آج ترے در پہ ہے کھڑا — اللہ کیا کشش ہے ترے آستانے میں
مسلم کو جس طرح سے ستاتے ہیں اہلِ دیر — ہے پاسباں حرم کا بھی ماہر ستانے میں
واقف ہے تو کہ درد بھرا ہے ہمارا حال — کیا تیرے آگے درد بھروں اس فسانے میں
طیارہ کامران پہ ہے جدّہ پہ ہے جہاز — تو اپنے گھر کو خود ہی بچا اس زمانے میں ۲۳

یلدرم نے چھوٹی بحروں میں بھی اچھی نظمیں کہیں ہیں۔ اس کی ایک مثال '' شملہ کالکا لائن پر ایک نظارہ'' ہے۔ رشید احمد صدیقی کا کہنا ہے کہ یہ سجاد صاحب کی یہ نظم اُن کی رنگینی، رسائی طبع، سیرت کی پاکیزگی اور اُن کے نقطۂ نظر کی دلآویزی کی ترجمان ہے۔۲۴

ماتھے پہ بندی — آنکھوں میں جادو
ہونٹوں کی بجلی — گرتی تھی ہر سُو
چال لچکتی — بات مہکتی
جیسے کسی نے — پی ہو دارُو
انکھڑیاں ایسی — جن میں تھے رقصاں
لحمہ میں رادھا — لحمہ میں راھو
ایسی پھڑک تھی — خلق تھی حیراں
ریل پہ آیا — کہاں سے آہو ۲۵

یلدرم کی زیادہ تر نظمیں شخصیات پر ہیں۔ نظموں میں اُن شخصیات سے یلدرم کے جذبات محبت ،دلّی وابستگی اور

گہرے مراسم کا پتہ چلتا ہے۔ عموماً اُنھوں نے شادی بیاہ کے رسومات کے موقع پر اور یا وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہا کیا ہے۔ سجاد حیدر یلدرم کا درد مند دل خود بھی روتا اور دوسروں کو بھی رولاتا۔ ایسی ہی نظموں میں ایک نظم '' ہم دم دیرینہ'' سر محمد یعقوب کی یاد میں کہی ہے۔ اس نظم کے پہلے دو بند ملاحظہ کیجیے جن میں نہ صرف اُن کی دلی کی ترجمانی ہے بلکہ شاعرانہ کمال بھی اعلیٰ درجے کا ہے۔ ؎

اے دوست دیا ساتھ نہ احباب کا تم نے　　یہ شرط رفاقت تھی ہمیں چھوڑ گئے تم

مضبوط پکڑتے تھے سر رشتۂ اُلفت　　یہ کیا کہ جھٹک کر اسے خود توڑ گئے تم

اے عالم فانی سے نظر پھیرنے والے

ہے کوئی کشش تجھ کو یہاں پھیر جو لائے

وہ ڈوب گیا جس نے ہزاروں کو اُبھارا　　کس کس کو دیا ہمت عالی سے سہارا

یعقوب سا اب کوئی نہ آئے گا دوبارا　　شریں سخن و دوست نواز، انجمن آراء

وہ جو کہ لٹا دیتا تھا احباب پہ دولت

وہ پیکرِ اخلاص و تمثالِ محبت ۲۶

اسی طرح داغؔ کی وفات پر ۱۹۰۵ء میں بغداد سے اُنھوں نے '' مرثیہ داغ '' لکھا اور اگست ۲۷ میں '' سر سید احمد خان مرحوم'' کے عنوان کے تحت مخمس کی ہیئت میں چار بندوں پر مشتمل ایک نظم کہی ہے۔

حصّہ نظم میں جو اشعار اوپر بطور نمونہ پیش کیے گئے اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اُن کا ہر ہر لفظ اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اشعار پُر درد ہیں۔ جذبات پُر سوز اور پاکیزہ ہیں۔ یلدرمؔ کی نثر میں جس طرح مناظر کی رنگینی اور بوقلمونی ہے اسی طرح نظموں میں بھی ہیں۔ ایسی نظموں کی مثال ؛ انتہائے یاس، شملہ کا لکا ریلوے پر ایک نظارہ، نغمۂ مسرّت ، جُرأتِ رندانہ، رخصتِ شباب، دیکھا نظارا ہم نے تمھارا، ترانۂ شوق، بُلبُل، کشمیر و حُسنِ کشمیر، ہے۔ موخر الذکر نظم سے چند اشعار دیکھیے کہ کس قدر منظر نگاری اور جذبات کی فراوانی ہے : ؎

یا اُنھیں فخر حسیناں نہ بنایا ہوتا　　یا اُنھیں جامۂ شاہانہ پہنایا ہوتا

تو نے جنت جو یہ دنیا میں بنا رکھی ہے　　کاش شیطاں کبھی اس میں نہ آیا ہوتا

مجھ کو طوبیٰ کا نہیں چاہیے سایۂ ہرگز　　ان چناروں ہی کا فردوس میں سایہ ہوتا

حوض کوثر کے عوض چشمۂ شاہی ہی ملے

یہ نہیں ہوگا تو منعم سے ہمیں ہوں گے گِلے ۲۷

اسی نظم کے آخر بند میں ان کی قوتِ متخلیہ اور طرب انگیز ہیجان دیکھیے : ؎

ہم کو اس عالمِ بالاں کی خبر ہے معلوم
جس کی مدت سے ہے دنیا میں پڑی ایسی دھوم
پیش ازیں نیست کہ کشمیر کی ہوگی اک نقل
وہ بھی دھندلی سے پریشاں سی مثال موہوم
جب میں سمجھوں گا کہ بر آئی تمنّائے دِلی
اک کشمیری ہو، خنجر ہو ، مرا ہو حلقوم
تھے جو لا یعنی صنم ان کی پرستش ہوئی منع
نہیں کشمیر میں اصنام پرستی مذموم
پاؤں پر دخترِ دہقاں کہ وہ رکھ دیتا سر
کبھی کشمیر میں آجاتا اگر قیصرِ روم

میں بھی اے کاش کسی وادی ہی میں کھو جاؤں
یا کسی حُسن کی دیوی پہ فدا ہو جاؤں۲۸

یلدرم کی پہلی نظم '' مرزا پھویا'' ہے اور آخری نظم جو انھوں اپنے وفات سے چند ماہ قبل لکھی '' ایک غم زدہ دوست کے نام'' کے سے عنوان کہی۔۲۹ یہ نظم انھوں نے اپنے دوست مشتاق احمد زاہدی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ۔

نہ مرنے کی کرنا کبھی آرزو
شکستہ نہ کر اپنا جام و سبو
غرض زاہدی یہ نصیحت سُنو !
جیو گرچہ جینے میں غم ہی سہو
مگر کر رہا ہے جو یہ وعظ و پند
نہیں خود نصیحت پہ وہ کار بند
وہ دنیا سے نو مید و بے زار ہے
غم و رنج کا اس پر انبار ہے ۳۰

احفاد حسن نے ان کی نظموں کا تجزیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'' ان نظموں میں ایک شان ہے جو صرف پیدائشی اور فطری شاعروں کے کلام کا حصّہ ہوتی ہے۔ ایک ایک حرف سے بے ساختگی اور جذبات کی صحیح ترجمانی ٹپکتی ہے۔ افسوس کہ زمانے کی گوناں گوں مشکلات اور پیچیدگیوں نے مہلت نہ دی ورنہ وہ تارا جو آج نظر کی سرزمین پر طلعت آمیز ہے، اقلیم نظم پر بھی بہت ممکن تھا کہ آفتاب کمال بن کر ضوفشاں ہوتا۔''۳۱

سجاد حیدر یلدرؔم کی پہلی نظم '' مرزا پھویا'' اور آخری نظم '' ایک غم زدہ دوست کے نام'' کے درمیان کتنا شعری سرمایہ رسائل کے اوراق میں دفن اور بکھرا پڑا ہوگا اور یہ کہ غیر مطبوعہ کلام کتنا ہوگا ؟ یہ بات ابھی تک تحقیق طلب ہے اور محقق و نقاد کے لیے دعوتِ فکر ہے۔ اگر محقق اور نقاد ان کے زندگی کے اس پہلو کو منور کردیں گے تو ان کی ادبی زندگی کی تصویر مکمل ہوجائے گی ۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سیّد معین الرحمٰن اپنی کتاب مطالعۂ یلدرم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں: '' یلدرم اپنی سیرت کی تابانی اور فکر و فن کی جلوہ سامانی کی وجہ سے جس منزلت کے مستحق تھے، وہ اُنھیں نقادوں اور ادبی مورخوں کے ہاتھوں کبھی میسر نہیں آئی ۔ اُن پر بہت کم توجہ کی گئی اور اگر کچھ لکھا بھی گیا ہے تو اب وہ عام قاری کی دسترس میں نہیں۔ زیرِ نظر کتاب مطالعہ یلدرم اس احساس سے

پیش نہیں کی جارہی کہ اس سے یلدرم کے مطالعے کا حق ادا ہوگیا ہے، لیکن اتنی اُمید ضرور ہے کہ یہ کتاب ہمارے نقادوں اور ادب کے عام طالب علموں کے لیے مطالعۂ یلدرم کی تحریک اور ترغیب کا باعث ہوگی اور یلدرم پر سرسری مقالوں سے بڑھ کر بات، کتابوں تک پہنچے گی۔''

(سید معین الرحمٰن، مطالعۂ یلدرم (دیباچہ)، نذر سنز، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۳۔۴)

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سیّد معین الرحمٰن نے اپنی کتاب میں یلدرمؔ کی ادبی زندگی کے اس رُخ کو نظر انداز کر دیا ہے حالاں کہ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر، تو کم از کم اُن کے پیشِ نظر تھا جس میں یلدرم کا کلام چھپا ہے اور جس کا ذکر اُنھوں دیباچے کے حاشیہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

''یلدرم پر مختلف اصحاب کے چھوٹے بڑے پان سات مطبوعہ مضامین اور تاثرات وغیرہ پر مشتمل ایک مجموعہ'' سجاد حیدر یلدرم '' ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا (مرتب: سید مبارز الدین رفعت؛ ناشر: ادارۂ دانش وحکمت، حیدر آباد دکن،) پندرہ برس بعد یہی مجموعۂ مضامین اضافوں کے ساتھ رسالہ پگڈنڈی (امرتسر) کے یلدرم نمبر کے طور پر شائع ہوا۔ اس کے علاوہ یلدرم پر کوئی اور قابل ذکر، مستقل چیز نہیں ملتی۔''

(سید معین الرحمٰن، کتاب مذکور، ص ۳۔۴)

۲۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی، '' سجاد حیدر یلدرم''، مشمولہ؛ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ ص ۲۹

۳۔ ماہنامہ پگڈنڈی پر سنہ اشاعت نہیں ہے۔ نثار احمد فاروقی کی '' پیش گفت'' اور مبارزالدین رفعت کی ''عرضِ مرتّب'' والی تحریریں اپریل ۱۹۶۱ء کی ہیں لہٰذا پگڈنڈی یلدرم نمبر کی سنہ اشاعت اپریل ۱۹۶۱ء ہے۔

ماہنامہ پگڈنڈی امرتسر، سیّد سجاد حیدر یلدرم نمبر، جلد ۹، شمارہ: ۵، مدیر: امریک آنند، ادارۂ ادبستان اُردو، ہال بازار امرتسر، مرتبہ: سیّد مبارز الدین رفعت۔

۴۔ اس حوالے سے ماہنامہ پگڈنڈی کے مدیر امریک آنند کا کہنا ہے: '' ہم ادارے کی طرف سے سیّد مبارزالدین رفعت کے شکر گزار ہیں کہ اُنھوں نے ایسی محنت اور عرق ریزی سے یہ مفید نمبر ترتیب دیا اور ادارۂ ادبستان اُردو کو اشاعت کے لیے مرحمت فرمایا۔'' (امریک آنند '' جانِ سخن'' پگڈنڈی ص ۲۲)

۵۔ رشید حسن خان، '' غزلیات حالی کا جائزہ''، (مضمون) مشمولہ؛ احوال و نقد حالی، مرتبہ: محمد حیات خان سیال، شمیم حیات سیال، نذر سنز۔ لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۹۲

۶۔ ماہنامہ، پگڈنڈی، یلدرم نمبر، امرتسر، ص ۲۳۶

۷۔ ایضاً، ص۔ ۲۹۴

۸۔ ایضاً، ص ۲۴۲

۹۔ مولانا عبد الماجد دریابادی، صدق، اپریل، ۱۹۴۳ء، ص ۲۶

۱۰۔ (الف)۔ رسالہ ادیب، ستمبر ۱۹۴۳ء (ب) ماہنامہ،'' پگڈنڈی، یلدرم نمبر، امرتسر، ص ۲۳۶

۱۱۔ ماہنامہ،'' پگڈنڈی، یلدرم نمبر، ص ۱۳۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۴

۱۳۔ ماہنامہ، نیرنگ خیال، لاہور، مدیر: حکیم محمد یوسف حسن، بابتِ اکتوبر، ۱۹۳۰ء، ص ۱۶

۱۴۔ ماہنامہ، نیرنگ خیال، سالنامہ، لاہور،۱۹۳۳ء،ص ۸

۱۵۔ جوان کے منجھلے بھائی سیّد نصیرالدین حیدر کی صاحبزادی تھی۔

۱۶۔ یہ نظم، ٹونک راج، میں جولائی ۱۹۴۰کو شائع بھی ہوئی۔

۱۷۔ نذر سجاد حیدر،'' سیاح کی بیوی''، مشمولہ؛ ماہنامہ، پگڈنڈی، یلدرم نمبر،ص ۲۴۷

۱۸۔ مشتاق احمد زاہدی،'' سیّد سجّاد حیدر یلدرم بحیثیت شاعر، مشمولہ: ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر، ص۱۳۲۔

۱۹۔ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر،ص۲۴۱

۲۰۔ مکتوب بنام؛ میاں بشیر احمد، مدیر؛ ہمایوں، جولائی ۱۹۴۳ء

۲۱۔ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر، ص۔۲۳۷

۲۲۔ مبارز الدین رفعت،''شعرِ یلدرم''، مشمولہ: ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص ۱۴۰

۲۳۔ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص۲۳۷

۲۴۔ رشید احمد صدیقی،''یلدرم کی یاد میں''، مشمولہ :ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص۱۰۰

۲۵۔ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر،ص ۲۲۷

۲۶۔ ایضاً،ص۔۲۳۹

۲۷۔ ایضاً،ص ۲۹۸۔

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ قرۃ العین حیدر،'' جہاں پھول کھلتے ہیں''، مشمولہ : ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص ۵۲

۳۰۔ ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص ۲۴۰

۳۱۔ احفاد حسن،'' یلدرم کی شاعری''، مشمولہ : ماہنامہ پگڈنڈی یلدرم نمبر۔ص ۲۵۹

کتابیات

۱۔ رفعت، سیّد مبارز الدین (مرتبہ) ماہنامہ پگڈنڈی امرتسر، سیّد سجاد حیدر یلدرم نمبر، جلد ۹، شمارہ: ۵، مدیر: امریک آنند، ادارۂ ادبستان اُردو، ہال بازار امرتسر

۲۔ سیال، محمد حیات خان، شمیم حیات سیال(مرتبہ) احوال و نقد حالی،: ، نذر سنز۔ لاہور، ۱۹۸۱ء

۳۔ سید معین الرحمٰن، مطالعۂ یلدرم، نذر سنز، لاہور ۱۹۷۱ء،

۴۔ رسالہ ادیب، ستمبر ۱۹۴۳ء

۵۔ ماہنامہ، صدق، شمارہ بابت ماہِ اپریل، ۱۹۴۳ء

۶۔ ماہنامہ، نیر نگ خیال، لاہور، مدیر: حکیم محمد یوسف حسن، بابتِ اکتوبر، ۱۹۳۰ء

۷۔ ماہنامہ، ہمایوں، مدیر: میاں بشیر احمد، شمارہ بابت ماہِ جولائی ۱۹۴۳ء،